فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: بعض کہتے ہیں کہ پتھر اور مٹی بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں، لہٰذا جب پتھروں سے استنجاء کرو، تو ان سے کہہ دیا کرو کہ تم اللہ کا ذکر کرنے سے رک جاؤ، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ بات حق ہے کہ زمین وآسمان کی تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہیں۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾(بني إسرائيل : ٤٤)

''ساتوں آسمان، زمین اور ان میں رہنے والے سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں، بلکہ ہر چیز اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے، مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہایت بردبار اور خوب بخشنے والا ہے۔''

پتھر اور مٹی کے کنکر بھی اللہ کی تسبیح کرتے ہیں، مگر استنجاء کرتے وقت انہیں ذکر اللہ سے رک جانے کا کہنا ثابت نہیں۔ اگر ایسی کوئی بات شریعت کا حصہ ہوتی، تو رسول اللہ ﷺ ضرور تعلیم فرماتے۔ یہ محض تکلف ہے، کیونکہ اگر چہ ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے، مگر کوئی بے جان چیز انسانوں کی بات سن نہیں سکتی۔

(سوال): کیا جنبی کا پسینہ ناپاک ہے؟

(جواب): جنبی کی نجاست حکمی ہے۔ اس کا جسم ناپاک نہیں ہوتا، لہٰذا جنبی کا پسینہ بھی نجس نہیں ہوتا۔ اس پر اجماع ہے۔

❁ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ .

''مؤمن ناپاک نہیں ہوتا۔''

(صحيح مسلم : 372)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يَعْرَقُ فِي الثَّوْبِ، وَهُوَ جُنُبٌ، ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ .

''جنابت کی حالت میں آپ کو پسینہ آتا، انہی کپڑوں میں نماز پڑھ لیتے۔''

(مصنّف ابن أبي شَيبة : 191/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں؛

لَا بَأْسَ أَنْ يَّعْرَقَ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ فِي الثَّوْبِ، يُصَلّٰى فِيهِ .

''جنبی یا حائضہ کو کپڑوں میں پسینہ آیا ہو، تو ان میں نماز پڑھ لے، کوئی حرج نہیں۔'' (سنن الدّارمي : 1067، وسندهٗ حسنٌ)

❁ علاء بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں؛

سَأَلْتُ حَمَّادًا عَنِ الْحَائِضِ تَعْرَقُ فِي ثِيَابِهَا، أَتَغْسِلُ ثِيَابَهَا؟ قَالَ : إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الْمَجُوسُ .

''میں نے حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ حائضہ کو کپڑوں میں پسینہ

آجائے، تو انہیں دھوئے؟ فرمایا: ایسا تو مجوسی کرتے ہیں۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة: 191/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

سُؤْرُهَا وَعَرَقُهَا طَاهِرَانِ وَهٰذَا كُلُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَدْ نَقَلَ ابْنُ جَرِيرٍ إِجْمَاعَ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى هٰذَا وَدَلَائِلُهٗ فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ ظَاهِرَةٌ مَشْهُورَةٌ.

"حائضہ کا جھوٹا اور اس کا پسینہ طاہر ہے، ان سب باتوں پر اتفاق ہے۔ امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اس پر مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے، صحیح احادیث میں اس کے دلائل واضح اور مشہور ہیں۔"

(المَجموع: 543/2)

حائضہ اور جنبی کا حکم ایک ہے۔

سوال: کیا قے نجس ہے؟

جواب: قے کے نجس ہونے پر کوئی دلیل معلوم نہیں۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ اگر گھر میں کسی جانور کی لید پڑی ہو، تو رحمت کا فرشتہ نہیں آتا، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: بے دلیل بات ہے۔

سوال: کیا بارش کا کیچڑ نجس ہے؟

جواب: کیچڑ نجس نہیں ہے، الا کہ اس میں نجاست مل جائے۔

سوال: کیا خون مطلق طور پر نجس ہے؟

(جواب): خون کئی طرح کا ہوتا ہے، ہر ایک کا الگ حکم ہے۔

① دمِ حیض: حیض کا خون بالاتفاق نجس ہے، اس کی نجاست پر کتاب وسنت اور اجماع دلیل ہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾(البقرة: ٢٢٢)

''لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، فرما دیجئے! حیض ناپاکی ہے، دوران حیض بیویوں سے جماع نہ کریں، ایام مخصوصہ کے اختتام تک ان کے قریب نہ جائیں، وہ غسل حیض سے پاکی حاصل کر لیں، تو حکم الٰہی کے مطابق ان سے مجامعت کر سکتے ہیں۔''

② دمِ مسفوح: جانور ذبح کرتے ہوئے بہنے والا خون دم مسفوح کہلاتا ہے، یہ بالاجماع ناپاک ہے۔

❁ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا إِجْمَاعٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ أَنَّ الدَّمَ الْمَسْفُوحَ رِجْسٌ نَجِسٌ.

''اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ دم مسفوح ناپاک اور نجس ہے۔''

(التّمهيد: 230/22)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الدَّمَ حَرَامٌ نَجِسٌ.

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ دم (مسفوح) حرام اور نجس ہے۔''

(تفسير القرطبي : 221/2)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلدَّلَائِلُ عَلٰى نَجَاسَةِ الدَّمِ مُتَظَاهِرَةٌ وَلَا أَعْلَمُ فِيهِ خِلَافًا عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ.

''دم مسفوح کے نجس ہونے پر دلائل بالکل واضح ہیں، اس بارے میں مجھے کسی مسلمان کا اختلاف معلوم نہیں۔''

(المَجموع : 557/2)

③ **انسان کے جسم سے نکلنے والا خون:** پیشاب والی جگہ کے علاوہ جسم کے کسی حصہ سے خون نکل آئے، تو وہ ناپاک نہیں ہے، خواہ وہ خون نکسیر کا ہو یا کوئی زخم یا پیپ کی صورت میں ہو، اس کے نجس ہونے پر کوئی دلیل معلوم نہیں۔

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَأَصَابَ رَجُلٌ امْرَأَةَ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ، فَحَلَفَ أَنْ لَّا أَنْتَهِيَ حَتّٰى أُهْرِيقَ دَمًا فِي أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، فَخَرَجَ يَتْبَعُ أَثَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا، فَقَالَ مَنْ رَجُلٌ يَّكْلَؤُنَا؟ فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارَ، فَقَالَ كُوْنَا بِفَمِ

الشِّعْبِ، قَالَ فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجَلَانِ إِلٰى فَمِ الشِّعْبِ اضْطَجَعَ الْمُهَاجِرِيُّ، وَقَامَ الْأَنْصَارِيُّ يُصَلِّي، وَأَتَى الرَّجُلُ فَلَمَّا رَآى شَخْصَهٗ عَرَفَ أَنَّهٗ رَبِيئَةٌ لِّلْقَوْمِ، فَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَوَضَعَهٗ فِيهِ فَنَزَعَهٗ، حَتّٰى رَمَاهُ بِثَلَاثَةِ أَسْهُمٍ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، ثُمَّ انْتَبَهَ صَاحِبُهٗ، فَلَمَّا عَرَفَ أَنَّهُمْ قَدْ نَذِرُوا بِهٖ هَرَبَ، وَلَمَّا رَأَى الْمُهَاجِرِيُّ مَا بِالْأَنْصَارِيِّ مِنَ الدَّمِ، قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ أَلَا أَنْبَهْتَنِي أَوَّلَ مَا رَمٰى، قَالَ كُنْتُ فِي سُورَةٍ أَقْرَؤُهَا فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ أَقْطَعَهَا .

''غزوہ ذات الرقاع میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، اسی غزوہ میں ایک مشرک مرد نے ایک مشرکہ عورت سے بدفعلی کی اور قسم اٹھائی کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں میں سے کسی کا خون بہائے گا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے نشان قدم ڈھونڈنے لگا، نبی کریم ﷺ ایک مقام پر لشکر کے ساتھ اترے، تو فرمایا: ہمارا پہرہ کون دے گا؟ تو ایک انصاری اور ایک مہاجر اس کے لئے تیار ہو گئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس گھاٹی کے سرے پر جا رکو، یہ گھاٹی کے سرے پر پہنچے، تو مہاجر صحابی سو گئے اور انصاری صحابی نماز پڑھنے لگے، وہیں یہ مشرک بھی پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا تو جان لیا کہ مسلمانوں کے پہرے دار ہیں۔ اس نے تیر چلایا، جو انصاری صحابی کو جا لگا۔ انہوں نے نماز ہی کی حالت میں وہ تیر نکال پھینکا، اس نے اس دوران تین تیر پھینکے، یہاں تک انصاری صحابی نے رکوع اور سجدہ کر لیا، تو اپنے مہاجر ساتھی کو جگایا، جب مہاجر نے انصاری کا خون نکلتے

دیکھا تو کہا سبحان اللہ! پہلے تیر پر مجھے کیوں نہ جگایا، تو انصاری کہنے لگے: میں نماز میں سورت کی تلاوت کر رہا تھا، تو میرا دل نہیں مانا کہ وہ تلاوت درمیان میں چھوڑ دوں۔''

(مسند الإمام أحمد : 343/3، 359، سنن أبي داوٗد : 198، سيرة ابن هشام : 245/3، المستدرك للحاكم :156/1، السنن الكبرٰى للبيهقي :140/1، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۶) امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۰۹۶) نے ''صحیح'' اور اامام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(المَجموع : 55/2)

❁ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي طُعِنَ فِيهَا فَأَيْقَظَ عُمَرَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى عُمَرُ، وَجُرْحُهٗ يَثْعَبُ دَماً.

''جس رات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو تیر لگا وہ رات میں نے آپ کے ہاں گزاری۔ میں نے آپ کو نماز صبح کے لئے جگایا، تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ہاں! نماز چھوڑنے والے کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، اس وقت آپ کے زخم سے خون رس رہا تھا۔''

(موطّأ الإمام مالك :39/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عبدالرحمٰن بن مجبر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ رَآى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَخْرُجُ مِنَ أَنْفِهِ الدَّمُ، حَتّٰى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ، ثُمَّ يَفْتِلُهُ، ثُمَّ يُصَلِّي، وَلَا يَتَوَضَّأُ .

''انہوں نے سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کو دیکھا کہ ان کے ناک سے خون نکل رہا ہے اور ان کی انگلیاں خون آلود ہوگئی ہیں۔ انہیں ملا، نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔''

(موطّأ الإمام مالك : 39/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عبدالرحمٰن بن حرملہ اسلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَرْعُفُ، فَيَخْرُجُ مِنْهُ الدَّمُ، حَتّٰى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ مِنَ الدَّمِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنَ أَنْفِهِ، ثُمَّ يُصَلِّي، وَلَا يَتَوَضَّأُ .

''میں نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کو دیکھا، ان کی نکسیر پھوٹ پڑی ہے۔ ناک سے نکلنے والے خون کی بنا پر انگلیاں خون آلود ہو چکی ہیں، انہوں نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔''

(موطّأ الإمام مالك : 39/1، وسندهٗ حسنٌ)

جسم سے خون نکل آئے، تو نہ وضو ٹوٹتا ہے، نہ جسم ناپاک ہوتا ہے۔

④ **مچھلی کا خون:** مچھلی کے جسم سے خون نکل آئے، تو وہ پاک ہے، کیونکہ جب مچھلی مردہ حالت میں پاک ہوتی ہے، تو اس کا خون بالاولی پاک ہے۔

⑤ **مچھر، مکھی، شہد کی مکھی وغیرہ کا خون:** ان کیڑوں کا خون ناپاک نہیں، کیونکہ اگر یہ کھانے پینے والی اشیا میں گر کر مر جائیں، تو وہ کھانا پینا پاک رہتا ہے، یہ دلیل ہے کہ ان کا خون نجس نہیں۔

⑥ **ذبح کے بعد جانور کے گوشت میں باقی رہنے والا خون:** یہ جانور کے باقی اعضا کی طرح پاک ہے، اس کے نجس ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ حلال جانور میں صرف دم مسفوح نجس ہے۔

سوال: زمین نجس ہوجائے، تو اسے کیسے پاک کیا جائے؟

جواب: نجس زمین پر پانی بہا دیا جائے یا وہ خشک ہوجائے، تو وہ پاک ہوجاتی ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک دیہاتی مسجد میں آ کر پیشاب کرنے لگا، بعض صحابہ نے پکارا: رُکو! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مت روکیں، پیشاب کرنے دیں، صحابہ رک گئے، وہ فارغ ہوا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں پیشاب نہیں کرتے اور اسے نجاست آلودہ نہیں کرتے، یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے، نماز پڑھی جاتی ہے، قرآن کی تلاوت ہوتی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کے کلمات ارشاد فرمائے تھے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو حکم دیا، انہوں نے پانی کا ایک ڈول لا کر اس جگہ بہا دیا۔''

(صحیح مسلم: 285)

❁ اس حدیث کی شرح میں حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ الْأَرْضَ تَطْهُرُ بِصَبِّ الْمَاءِ عَلَيْهَا.

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ پانی بہانے سے (نجس) زمین پاک ہوجاتی ہے۔''

(شرح النّووي: 3/190)

(سوال): کتا برتن میں منہ ڈال دے، تو اسے کیسے پاک کیا جائے؟

(جواب): کتا برتن میں منہ ڈال دے، تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے، ایک مرتبہ مٹی سے مانجھا جائے، نیز برتن میں موجود شے کو ضائع کر دیا جائے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا .

''جب کتا کسی کے برتن سے پی جائے، تو اس برتن کو سات دفعہ دھوئیں۔''

(صحيح البخاري : 172، صحيح مسلم : 279)

❁ صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں:

أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ .

''پہلی مرتبہ مٹی سے مانجھ لیا جائے۔''

(سوال): کیا احتیاط کے لیے اعضائے وضو کو تین دفعہ سے زائد دھونا جائز ہے؟

(جواب): تین مرتبہ سے زائد دھونا جائز نہیں۔ احتیاط والی بات شیطان کا وسوسہ ہے، وہ مؤمن کو طہارت کے حوالہ سے شک میں ڈالتا ہے، تاکہ وہ دل جمی سے عبادت نہ کر سکے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوءِ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَقَالَ : مَنْ زَادَ فَقَدْ أَسَاءَ وَظَلَمَ وَاعْتَدٰى وَظَلَمَ .

''ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وضو کے متعلق پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین مرتبہ وضو کیا اور فرمایا: جس نے اس سے بڑھایا اس نے

برا کیا اور ظلم وزیادتی کی۔''

(مسند الإمام أحمد : 180/2، سنن أبي داوٗد : 135، سنن النّسائي : 140، سنن ابن ماجه : 422، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۷۵) اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۷۴) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(سوال): کیا وضو میں پاؤں دھوتے وقت دائیں ہاتھ سے ملا جا سکتا ہے؟

(جواب): مناسب یہ ہے کہ بائیں ہاتھ سے پاؤں دھوئے جائیں، کیونکہ اکثر پاؤں پر میل کچیل لگی ہوتی ہے، تو اس کے لیے بائیں ہاتھ کو استعمال کرنا مستحسن ہے، دایاں ہاتھ کھانے پینے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

(سوال): گردن پر مسح کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

(جواب): گردن پر مسح ثابت نہیں، یہ بدعت ہے۔

❁ **حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:**

...... وَلَا وَرَدَتْ بِهٖ سُنَّةٌ ثَابِتَةٌ .

''......اس بارے میں کوئی ثابت حدیث وارد نہیں ہوئی۔''

(المَجموع :463/1)

❁ **شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:**

لَمْ يَصِحَّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ مَسَحَ عَلٰى عُنُقِهٖ فِي الْوُضُوءِ بَلْ وَلَا رُوِيَ عَنْهُ ذٰلِكَ فِي حَدِيثٍ صَحِيحٍ بَلِ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ الَّتِي فِيهَا صِفَةُ وَضُوْءِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَمْسَحُ عَلٰى عُنُقِهٖ؛ وَلِهٰذَا لَمْ يَسْتَحِبَّ ذٰلِكَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ كَمَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ فِي ظَاهِرِ مَذْهَبِهِمْ ...... وَمَنْ تَرَكَ مَسْحَ الْعُنُقِ فَوُضُوءُهٗ صَحِيحٌ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ .

''نبی کریم ﷺ سے گردن پر مسح کرنا ثابت نہیں ، نہ ہی اس کا ذکر کسی صحیح حدیث میں ملتا ہے، بلکہ جن صحیح احادیث میں نبی کریم ﷺ کے وضو کا بیان ہوا ہے، ان میں گردن پر مسح کرنے کا ذکر نہیں، اسی لیے جمہور اہل علم نے اسے مستحب قرار نہیں دیا، جیسا کہ امام مالک، امام شافعی اور ظاہر مذہب کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ ہیں۔......جس نے گردن پر مسح نہ کیا، اس کا وضو بالاتفاق صحیح ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ :127/21)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عَنْهُ فِي مَسْحِ الْعُنُقِ حَدِيثٌ الْبَتَّةَ .

''گردن پر مسح کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔''

(زاد المَعاد :187/1)

(سوال): کیا وضو کے بعد تولیہ استعمال کرنا جائز ہے؟

(جواب): جائز ہے، کراہت یا ممانعت پر کوئی دلیل نہیں۔ یہ اپنی اپنی طبیعت پر ہے، البتہ رسول اللہ ﷺ تولیہ استعمال نہیں کرتے تھے۔

(صحيح البخاري : 276، صحيح مسلم : 317)

(سوال): مسجد میں وضو کرنا کیسا ہے؟

(جواب): مسجد میں وضو کرنا بالا تفاق جائز ہے، البتہ گھر سے وضو کرنا مستحب ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ نَحْفَظُ عَنْهُ مِنْ عُلَمَاءِ النَّاسِ يُبِيحُ الْوُضُوءَ فِي الْمَسْجِدِ .

''جن اہل علم سے ہم نے علم محفوظ کیا ہے، وہ سب مسجد میں وضو جائز قرار دیتے ہیں۔''

(الأوسط : 139/5)

(سوال): اگر کوئی وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول گیا، تو کیا یاد آنے پر دوران وضو پڑھ سکتا ہے؟

(جواب): جی ہاں، پڑھ سکتا ہے۔

(سوال): کیا مسواک کے لیے کوئی ممنوع وقت ہے؟

(جواب): مسواک ہر وقت مستحب مسنون عمل ہے، اس کے لیے کوئی ممنوع یا مکروہ وقت نہیں ہے۔

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مِنْ طُولِ لِحْيَتِهِ، وَلٰكِنْ مِنَ الصُّدْغَيْنِ .

''آپ میں سے کوئی بھی اپنی ڈاڑھی کو لمبائی میں نہ کاٹے، البتہ اطراف سے درست کر سکتا ہے۔''

(تاریخ بغداد : 418/6)

(جواب): سند سخت ضعیف ہے۔ عفیر بن معدان ''ضعیف و منکر الحدیث'' ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''غیر محفوظ'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرجال : 99/7)

سوال: سر کے بال منڈوانا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: حج وعمرہ کے علاوہ بھی سر منڈوانا جائز ہے، کراہت یا ممانعت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

① سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا .

''جب عشرۂ ذوالحجہ داخل ہو جائے اور آپ قربانی کا ارادہ رکھتے ہیں، تو سر اور جسم کے بال نہ مونڈھیں۔''

(صحيح مسلم : 1977)

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ، فَنَهَاهُمْ عَنْ ذَالِكَ، وَقَالَ : احْلِقُوهُ كُلَّهٗ، أَوِ اتْرُكُوهُ كُلَّهٗ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک بچے پر پڑی، جس کے کچھ بال مونڈھ دیے گئے تھے اور بعض چھوڑ دیے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کر دیا اور فرمایا: اس کا مکمل سر مونڈھیں یا مکمل چھوڑ دیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 4195، وسندہٗ صحيحٌ، وأصلهٗ في صحيح مسلم : 2120)

یہ حدیث دلیل ہے کہ بچوں اور بچیوں دونوں کا سر مونڈھنا جائز ہے، صرف بچوں کی

تخصیص ثابت نہیں۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ: اِحْلِقُوا كُلَّهُ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ حَلْقِ الرَّأْسِ مِنْ غَيْرِ كَرَاهِيَةٍ.

''یہ حدیث بغیر کسی کراہت کے سر منڈوانے کا جواز فراہم کرتی ہے۔''

(كشف المُشكل: 557/2)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا صَرِيحٌ فِي إِبَاحَةِ حَلْقِ الرَّأْسِ لَا يَحْتَمِلُ تَأْوِيلًا، وَقَالَ أَصْحَابُنَا: حَلْقُ الرَّأْسِ جَائِزٌ بِكُلِّ حَالٍ.

''یہ سر مونڈھنے کی ایسی صریح دلیل ہے، جسمیں تاویل کی گنجائش نہیں، ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ سر کے بال مونڈھنا ہر حال میں جائز ہے۔''

(شرح مسلم: 24/4)

③ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا أَنْ يَأْتِيَهُمْ، ثُمَّ أَتَاهُمْ، فَقَالَ: لَاتَبْكُوا عَلٰى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ، ثُمَّ قَالَ: ادْعُوا لِي بَنِي أَخِي، فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ، فَقَالَ: ادْعُوا لِيَ الْحَلَّاقَ، فَأَمَرَهُ فَحَلَقَ رُؤُوسَنَا.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آل جعفر کو تین دن تک چھوڑ دیا کہ رو دھولیں، پھر ان کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: میرے بھائی (جعفر کی شہادت) پر آج کے بعد کوئی نہ روئے، پھر فرمایا: میرے بھتیجوں کو بلایا جائے۔ ہمیں لایا گیا، ہم تو گویا

رورو کر چوزے بن چکے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا: نائی کو بلاؤ، اوراسے ہماری ٹنڈ کرنے کو کہا۔''

(مسند أحمد: 204/1، سنن أبي داوٗد: 4192، سنن النسائي: 5229، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

رَوَاهُ أَبُو دَاوٗدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٌ.

''یہ سنن ابوداود کی روایت ہے۔سند بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔''

(رياض الصّالحين: 1640)

④ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیکہ میرے پاس صرف ایک بکری ہے (جو میں نے کسی کو دودھ کے لے عاریۃً دے رکھا ہے) کیا میں اس کی قربانی کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا، وَلٰكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَأَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ، فَتِلْكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

''نہیں، آپ اپنے بال مونڈھ لیں، ناخن تراش لیں، مونچھیں کاٹ لیں اور زیرناف بال صاف کرلیں، آپ کو پوری قربانی کا ثواب مل جائے گا۔''

(مسند أحمد: 169/2، سنن أبي داوٗد: 2789، سنن النّسائي: 4365، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۹۱۴) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲۲۳/۴) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

✿ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) اس کی سند کو ''صحیح'' قرار دے کر لکھتے ہیں:

فِيهِ اسْتِحْبَابُ حَلْقِ الرَّأْسِ وَقَصِّ الْأَظْفَارِ وَالشَّارِبِ وَحَلْقِ

الْعَانَةِ يَوْمَ عِيْدِ الْأُضْحِيَةِ .

''اس حدیث میں عید الاضحیٰ والے دن سر منڈوانے ، ناخن اور موچھیں کاٹنے اور زیر ناف بال مونڈنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔''

(نخب الأفكار : 521/16)

⑤ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَّمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ قَال عَلِيٌّ : فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي ثَلاثًا، وَكَانَ يَجُزُّ شَعْرَهٗ .

''جس نے غسل جنابت کے دوران بال برابر بھی جسم کا حصہ خشک چھوڑ دیا، اسے دوزخ میں ایسا ایسا عذاب ہوگا۔علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : یہ حدیث سننے کے بعد میں نے اپنے سر سے لگالی۔آپ رضی اللہ عنہ سر منڈوا کر رکھتے تھے۔''

(حديث شعبة ابن الحجاج للحافظ محمد بن المُظفر بن موسى البزّار : 24، المُختارة للضّياء : 453، مسند الإمام أحمد : 94/1، سنن أبي داوٗد : 249، سنن ابن ماجه : 599، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو''صحیح''کہا ہے۔

(التّلخيص الحبير : 142/1)

❁ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ الْمُدَاوَمَةَ عَلٰى حَلْقِ الرَّأْسِ سُنَّةٌ؛ لِأَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَّرَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ، وَلِأَنَّهٗ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ مِنَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ

الْمَهْدِيِّينَ الَّذِينَ أُمِرْنَا بِا تِّبَاعِ سُنَّتِهِمْ، وَالْعَضِّ عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ .

''اس میں دلیل ہے کہ سدا بہار سر منڈوانا سنتِ تقریری ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے اسے ثابت رکھا ہے اور اس لیے بھی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین میں سے ہیں، جن کے طریقے کو دل و جان سے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔''

(شرح الطّيبي : 814/3)

❁ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ (۱۱۳۸ھ) لکھتے ہیں:

اُسْتُدِلَّ بِالْحَدِيثِ عَلٰى جَوَازِ حَلْقِ الرَّأْسِ وَجَزِّهٖ لِأَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَرَّ عَلِيًّا عَلٰى ذَالِكَ وَلِأَنَّهٗ مِنْ جُمْلَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَأْمُورِ النَّاسَ بِالِاقْتِدَاءِ بِهِمْ وَالتَّمَسُّكُ بِسُنَّتِهِمْ .

''اس حدیث سے سر منڈوانے کا جواز ثابت ہوتا ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عمل کو ثابت رکھا۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین میں سے ہیں، کہ جن کے طریقے کو سختی سے اپنانے کا حکم ملا ہے۔''

(حاشية السّندي على ابن ماجه :208/1)

⑥ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ .

''رسول اللہ ﷺ نے ''قزع'' سے منع فرمایا۔''

(صحيح البخاري : 5920، صحيح مسلم : 2120، واللفظ لهٗ)

''قزع'' کا معنی یہ ہے کہ سر کے بعض حصے کے بال مونڈھ دینا اور بعض کو چھوڑ دینا۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) اس کا معنی بیان کرتے ہیں:

لِأَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ، وَالْقَزَعُ حَلْقُ الْبَعْضِ، فَدَلَّ عَلٰى جَوَازِ حَلْقِ الْجَمِيعِ.

''چونکہ نبی کریم ﷺ نے قزع سے منع فرما دیا ہے اور قزع سر کے کچھ حصے کو مونڈھنے کو کہتے ہیں، لہٰذا یہ پورا سر مونڈھنے کے جواز پر دلیل ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 119/21)

⑦ احنف بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ مَسْجِدَهَا، فَبَيْنَمَا أَنَا أُصَلِّي إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ طَوِيلٌ آدَمُ أَبْيَضُ اللِّحْيَةِ، وَالرَّأْسُ مَحْلُوقٌ، يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا، فَخَرَجْتُ فَاتَّبَعْتُهُ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: أَبُو ذَرٍّ.

''میں مدینہ آیا اور مسجد نبوی میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ اسی اثنا میں ایک آدمی داخل ہوا، جس کا قد قدرے طویل، رنگ گندمی، داڑھی سفید، سر مونڈھا ہوا اور ایک حصہ دوسرے سے واضح مشابہت رکھتا ہوا تھا۔ میں جلدی سے اس کے پیچھے ہو لیا اور لوگوں سے پوچھا: یہ صاحب کون ہیں: جواب ملا: صحابی رسول ابوذر رضی اللہ عنہ۔''

(مصنَّف ابن أبي شيبة: 25056، وسندهٗ حسنٌ)

⑧ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَقُولُ: لَيْسَ حِلَاقُ الرَّأْسِ بِوَاجِبٍ عَلٰى مَنْ ضَحّٰى، إِذَا لَمْ يَحُجَّ وَقَدْ فَعَلَهُ ابْنُ عُمَرَ.

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ قربانی کرنے والے غیر حاجی

کے لیے سر منڈھوانا واجب نہیں ہے۔'' جب کہ آپ (ابن عمر) خود سر منڈھوا لیا کرتے تھے۔''

(موطّأ الإمام مالك : 483/2، موطّأ الإمام مالك برواية أبي مُصعب : 186/2، واللّفظ لهٗ، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 288/9، وسندهٗ صحيحٌ)

⑨ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ لَمْ يَتْرُكِ الْحَجَّ إِلَّا عَامًا وَّاحِدًا اشْتَكٰى، فَأَرْسَلَنِي، فَاشْتَرَيْتُ أُضْحِيَّةً، ثُمَّ ذَبَحَهَا فِي الْمُصَلّٰى، ثُمَّ جِئْتُ حِينَ صَلَّى النَّاسُ، فَأَخْبَرْتُهٗ، فَحَلَقَ رَأْسَهٗ.

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر سال حج کیا کرتے تھے۔ایک سال بیماری کی وجہ سے نہ کر سکے۔ مجھے قربانی خریدنے کے لیے بھیجا، لے آیا، تو عیدگاہ میں ذبح کر دی۔ جب عید کی نماز ہو گئی، میں آیا اور آپ کو خبر دی، تو آپ نے اپنا سر مونڈھ لیا۔

(جزء أبي جَهم : 64، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ دوسری روایت میں ہے:

إِنَّهٗ ضَحّٰى بِالْمَدِينَةِ، وَحَلَقَ رَأْسَهٗ.

''آپ رضی اللہ عنہما نے مدینہ میں قربانی کی اور سر مونڈھ لیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 252/1/4)

❀ علامہ غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) لکھتے ہیں:

شَعْرُ الرَّأْسِ وَلَا بَأْسَ بِحَلْقِهٖ لِمَنْ أَرَادَ التَّنْظِيفَ وَلَا بَأْسَ بِتَرْكِهٖ لِمَنْ يُدَهِّنُهٗ وَيُرَجِّلُهٗ إِلَا إِذَا تَرَكَهٗ قَزَعاً أَيْ قَطْعاً وَهُوَ دَأْبُ أَهْلِ

الشَّطَارَةِ أَوْ أَرَسَلَ الذَّوَائِبُ عَلٰى هَيْئَةِ أَهْلِ الشَّرَفِ حَيْثُ صَارَ ذٰلِكَ شِعَارًا لَّهُمْ فَإِنَّهٗ إِذَا لَمْ يَكُنْ شَرِيفًا كَانَ ذٰلِكَ تِلْبِيسًا .

''جو صفائی کے ارادے سے سر منڈوائے، تو کوئی حرج نہیں اور جو تیل، کنگھی کر سکتا ہو، وہ بال رکھ بھی سکتا ہے۔ لیکن ''قزع'' (سر کے بعض حصے کو منڈھوا دینا اور بعض کو چھوڑ دینا) جائز نہیں۔ کیوں کہ یہ بدمعاشوں کا کام ہے۔ اسی طرح شرفا کی نقالی کرتے ہوئے لٹکیں چھوڑے، جو کہ شرفا کا شعار تھا، ایسا شخص شرفا میں سے نہ ہوا، تو تلبیس کر رہا ہے۔''

(إحياء علوم الدين :140/1)

❀ علمائے احناف نے لکھا ہے:

يُسْتَحَبُّ حَلْقُ الرَّأْسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ .

''ہر جمعہ سر منڈوانا مستحب ہے۔ الغرائب میں ایسے ہی لکھا ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری: ۳۵۷/۵)

⑩ ہشام بن حسان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ الْحَسَنَ كَانَ يَحْلِقُ رَأْسَهٗ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْبَصْرَةِ .

''بصرہ میں حسن بصری رحمہ اللہ عید الاضحیٰ والے دن سر منڈواتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 252/1/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي مَعَ الْحَسَنِ عَلَى الْبَوَارِي، وَكَانَ الْحَسَنُ يَحْلِقُ رَأْسَهٗ كُلَّ عَامٍ يَوْمَ النَّحْرِ .

''ہم حسن بصری رحمہ اللہ کی معیت میں نماز پڑھتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ ہر سال عید الاضحیٰ کو سر منڈھوایا کرتے تھے۔''

(طَبَقات ابن سعد : 130/7، وسندهٗ صحيحٌ)

⑪ عبداللہ بن عون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ : كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَّأْخُذَ الرَّجُلُ مِنْ شَعْرِهٖ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قَالَ : نَعَمْ .

''میں نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا: آیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عید الاضحیٰ والے دن حلق کروانا مستحب سمجھتے تھے؟ فرمایا: جی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 252/1/4، وسندهٗ صحيحٌ)

⑫ ابووائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

حَلَقَ حُذَيْفَةُ رَأْسَهٗ بِالْمَدَائِنِ .

''سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے مدائن کے علاقے میں سر منڈھوایا۔''

(الأموال للإمام القاسم بن سلام : 135، الأموال لابن زَبجويه : 213، مَجموع فيه مصنّفات أبي جعفر ابن البختري : 256، وسندهٗ صحيحٌ كالشمس)

⑬ زبیر بن خریت رحمہ اللہ کہتے ہیں:

عَن عِكْرِمَةَ فِي الرَّجُلِ يَحْلِقُ رَأْسَهٗ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ : كَانَ لَا يَرٰى بِهٖ بَأْسًا بِّأَنْ يَّغْسِلَهٗ بِالْخَطْمِيِّ ثُمَّ يَحْلِقُهٗ .

''عکرمہ رحمہ اللہ سے عید الاضحیٰ والے دن حلق کروانے کی بابت پوچھا گیا۔ فرمایا: کوئی حرج نہیں، خطمی (بوٹی کا نام) سے سر دھو کر حلق کروا سکتا ہے۔''

(الثّقات لابن حِبّان : 332/2، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ **حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:**

قَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ فِي جَمِيعِ الْآفَاقِ عَلٰى إِبَاحَةِ حَبْسِ الشَّعْرِ وَعَلٰى إِبَاحَةِ الْحِلَاقِ .

''تمام علاقوں کے اہل علم کا بال رکھنے اور بال مونڈھنے کے جواز پر اجماع ہے۔''

(التمهيد : 138/22)

❀ **حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:**

اَلْمُخْتَارُ أَنْ لَّا كَرَاهَةَ فِيهِ وَلٰكِنَّ السُّنَّةَ تَرْكُهٗ فَلَمْ يَصِحَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَهٗ إِلَّا فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَلَمْ يَصِحَّ تَصْرِيحٌ بِالنَّهْيِ عَنْهُ .

''سر منڈوانے کی عدم کراہت ہی درست معلوم ہوتی ہے، لیکن سر کے بال نہ منڈوانا سنت ہے، کیوں نبی کریم ﷺ سے حج وعمرہ کے علاوہ سر منڈوانا ثابت نہیں اور نہ ہی منع ثابت ہے۔''

(المَجموع :296/1)